دورِ جدید میں بینک کے فرائض و وظائف (ایک تحقیقی جائزہ)

Duties and Benefits of Banks in Modern Times (A Research Study)

Arif Mahmood Mustafai
Research Scholar, Department of Quran o Sunnah, University of Karachi.
Muhammad Ahsan ud din
Department of Economics, University of Karachi.
Momin Fayaz Shaikh
Department of Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi.

ABSTRACT

In our contemporary world the role of bank has increased manifold. Banks whether it be traditional or Islamic play a pivotal role in the economic life of a nation. In fact, modern banks are instrumental in shaping destiny of nations and thus are responsible for the growth and development of societies. Banks perform multiple functions such as safeguard people's wealth, create jobs, provide capital for new ventures, generate investment opportunities and enhance business environment. Modern banks are the main source of circulation of money leading to wealth multiplication in the national economy. Parallel to traditional banking there exists Islamic banking system which not only prohibits interest but lays emphasis on cent percent obedience to the laws and injunctions laid down by Islamic principles. Islamic bank forbids money earn through nefarious means and allows only permissible means according to the principles of shariah. The Islamic banking system is based on principles beneficial to the society as well guarantees stability and better prospects for the people of a country. In modern times the role of institutions like banks has grown to such an extent that their existence has become inevitable for socio-economic survival and progress.

Keywords: Traditional Banking, Islamic Banking, Economic Growth

ابتدائیہ

موجودہ دور مالی، معاشی اور اقتصادی دور کہلاتا ہے اس لئے اگر کوئی بھی شخص انفرادی یا اجتماعی، ملکی یا پھر علمی سطح پر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہے تو اس کا تعلق بینک سے قائم کرنا لازم و ملزوم ہے۔ بینک ایک ایسا ادارہ ہے جو قرض کی بنیاد پر لوگوں سے رقم جمع کر کے دوسرے لوگوں کو سود پر قرض فراہم کرتا ہے۔ سود سے حاصل ہونے والا منافع بینک اور ان لوگوں کے درمیان تقسیم ہو جاتا ہے جنہوں نے اپنی رقوم بینک میں جمع کراوئی تھیں۔ اس طرح بینک لوگوں کی جمع کردہ رقوم کو پیداواری اور سرمایہ کاری کے کاموں میں فراہم کرتا ہے جس سے نا صرف روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں بلکہ بے روزگاری میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔

اسی طرح کسی بھی ملک کی ترقی و کامیابی کا دار و مدار اس ملک کی مالی، معاشی اور اقتصادی ترقی پر ہے۔ مالی، معاشی اور اقتصادی

ترقی کا انحصار سرمایہ کی فراہمی پر مبنی ہوتا ہے اور اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کے دورِ جدید میں سرمایہ کی فراہمی کا مرکز بینک ہوتا ہے۔ جن ممالک کا بینکاری نظام مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے وہاں سرمایہ کی فراہمی ہوتی ہے اس کے برعکس جن ممالک کا بینکاری نظام کمزور ہوتا ہے وہاں سرمایہ کی قلت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان ممالک کا شمار پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ بینک وہ واحد ادارہ ہے جو بچت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ پیداواری اور سرمایہ کاری کرنے والے لوگوں کے جذبہ کو ابھارتا ہے اور سرمایہ کی فراہمی میں اپنا بہترین کردار ادا کرتا ہے۔ اس حوالے سے چودھری غلام رسول چیمہ اپنی کتاب ''اسلام کا معاشی نظام'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بینک صرف سرمایہ ہی فراہم نہیں کرتا یہ دھاتی زر کے استعمال میں کفالت بھی کرتا ہے اور تسکیک کے مصارف سے نجات دلاتا ہے۔ چیک، ڈرافٹ، ہنڈی وغیرہ کے استعمال سے دھاتی زر کا استعمال کم ہو جاتا ہے۔ بینک اقتصادی ترقی کے علاوہ معاشی بحران میں متزلزل معاشی نظام کو سہارا دیتا ہے۔

آجرین کو سرمایہ فراہم کر کے انہیں سرمایہ کاری پر آمادہ کرتا ہے جس سے کاروباری سرگرمیاں تیز ہو جاتی ہیں۔ کساد بازاری میں مالی امداد ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ثابت ہوتی ہے اور اس طرح معیشت مکمل بربادی اور تباہی سے بچ جاتی ہے۔ سرمایہ کی نقل پذیری میں بھی بینک کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کم منفعت بخش کاروبار سے سرمایہ زیادہ منفعت بخش کاروبار میں منتقل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس طرح سرمایہ اپنے بہترین مصرف میں آجاتا ہے۔

بینک بین الاقوامی اور اندرونی تجارت کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ بدیشی ہنڈیوں پر پابندی لگا کر تاجروں کو بوقت ضرورت سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ ملکی سرمایہ کی حفاظت کرتا ہے۔ صنعتی اور تجارتی جدوجہد کو تیز کرتا ہے اور قومی فلاح و بہود کا باعث بنتا ہے۔ مختصر یہ کہ قومی خوشحالی اور اقتصادی ترقی کے لیے بینک کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ یہ ملک کی تجارتی، صنعتی، زرعی اور معاشی ترقی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیتا ہے۔''(1)

بینک کی ضرورت، اہمیت اور افادیت جاننے کے بعد اب ہم اپنے مضمون کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں جس میں تفصیل کے ساتھ بینک کے نظم و نسق اس کے فرائض و وظائف اور بینک کی اقسام پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔

بینک کی تشکیل

بینک کی تشکیل کا طریقہ کار بھی وہی ہے جو کسی بھی کمپنی کی تشکیل کا ہوتا ہے۔ بینک بنیادی طور پر ''جوائنٹ اسٹاک کمپنی'' ہے۔ جس کی تشکیل مختلف مراحل طے کرنے کے بعد ہوتی ہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

ا۔ ابتدائی مرحلے میں مختلف شعبوں کے ماہرین کی زیرِ نگرانی ایک رپورٹ (Feasibility Report) تیار کی جاتی ہے۔ جس میں سرمایہ، وسائل، نفع و نقصان کے امکانات وغیرہ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

۲۔ دوسرے مرحلہ میں بینک کا اجمالی ڈھانچہ(Memorandum)تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں بینک کا نام، مطلوبہ سرمایہ،ڈائریکٹرز، نظم ونسق کا طریقہ کار وغیرہ بنایا جاتا ہے۔

۳۔ پھر بینک کے انتظامی امور وضوابط(Articles of Association)لکھے جاتے ہیں۔

۴۔ تمام دستاویزات کے ساتھ مرکزی بینک(State Bank)کواجازت کی درخواست ارسال کی جاتی ہے۔

۵۔ مرکزی بینک تمام دستاویزات کی جانچ کرنے کے بعد اجازت دیتا ہے اوراس طرح ایک بینک وجود میں آتا ہے۔[۲]

بینک کے وجود میں آنے کے بعد وہ اپنا بنیادی طریق کار، ترکیبی ڈھانچہ(Prospectus)وغیرہ عوام کے سامنے پیش کرتا ہے جس کا مقصد عوام کا بینک پر بھروسہ اور اعتماد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ پھر بینک لوگوں کو اپنی امانتیں جمع کرانے کی دعوت دیتا ہے۔ جس کو(Deposits)کہتے ہیں۔

ڈپازٹ کی اقسام

عام طور پر ڈپازٹ کی تین اقسام ہیں:

۱۔ کرنٹ اکاؤنٹ (Current Account)

کرنٹ اکاؤنٹ ایک ایسا اکاؤنٹ ہے جس میں صارفین کسی بھی وقت جتنی مقدار میں چاہیں اور جتنی مرتبہ چاہیں بغیر کسی پابندی کے رقم جمع اور نکلوا سکتے ہیں۔اس اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم پر منافع(سود) نہیں ملتا ہے۔

۲۔ سیونگ اکاؤنٹ (Saving Account)

یہ اکاؤنٹ منافع بخش اکاؤنٹ ہوتا ہے جس میں صارفین کسی بھی وقت جتنی مقدار میں چاہیں اور جتنی مرتبہ چاہیں بغیر کسی پابندی کے رقم جمع کروا سکتے ہیں۔ لیکن جمع شدہ رقم نکلوانے پر عموماً مختلف پابندیاں لاگو ہوتی ہیں۔اس اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم پر بینک سال میں دو مرتبہ منافع(سود) دیتا ہے۔

۳۔ فکسڈ ڈپازٹ (Fixed Deposit)

اس اکاؤنٹ میں صارفین بینک میں جمع شدہ رقم مقررہ وقت سے پہلے واپس نہیں لے سکتے۔ جمع شدہ رقم پر بینک سود کی شرح مدت کے مطابق منافع(سود) دیتا ہے۔ طویل مدت کے لئے جمع شدہ رقم پر شرح زیادہ ہوتی ہے جبکہ کم مدت پر جمع کی جانے والی رقم پر شرح کم ہوتی ہے۔اس حوالے سے مفتی تقی عثمانی صاحب مزید فرماتے ہیں:

> ''بینک اپنے ابتدائی سرمایہ کے علاوہ جب ان تینوں قسم کے اکاؤنٹس سے مزید سرمایہ جمع کرلیتا ہے تو اس سرمائے کا ایک مقررہ حصہ (جو حالات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے) مرکزی بینک کے پاس جمع کرواتا ہے۔ یہ سرمایہ مرکزی بینک کے پاس جمع کروانا ضروری ہے کیونکہ مرکزی بینک کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ صارفین کے سرمایہ کا تحفظ کرے۔ مرکزی

بینک میں جمع شدہ رقم پر تجارتی بینکوں کو کچھ نفع (سود) بھی ملتا ہے۔ بہر حال مرکزی بینک یہ طے کرتا ہے کہ تمام تجارتی بینک اپنی امانتوں کا کتنا فیصد حصہ مرکزی بینک میں جمع کروایں گے۔ آج کل مرکزی بینک میں سرمائے کا چالیس فیصد حصہ جمع کروایا جاتا ہے۔"[۳]

نفع نقصان کا تناسب، فیصلے اور شرکت سے علیحدگی کا طریق کار

بینک کے نفع نقصان کا تناسب، باہمی مشاورت سے فیصلے اور شرکت سے علیحدگی کے طریقے کار میں کیے جانے والے اقدامات کی وضاحتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ بینک میں کاروبار سے متعلق تمام اہم فیصلے حصہ داروں کی باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں۔

۲۔ بینک ہر مالی سال کے اختتام پر نفع و نقصان کے تعین کے لئے حسابات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ مجموعی نفع یا نقصان کے تعین کے بعد ہر حصہ دار کے نفع اور نقصان کو متعین کیا جاتا ہے۔

۳۔ نفع کی صورت میں ہر حصہ دار کو اس کے حصے کا نفع دے دیا جاتا ہے۔

۴۔ نقصان کی صورت میں ہر حصہ دار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ نقصان کی وجہ سے اس کے سرمایہ میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

۵۔ نئے مالی سال کیلئے نئے معاہدے کی تجدید کی جاتی ہے اور اس کے حسابات پچھلے سال سے الگ ہوتے ہیں۔

۶۔ ہر حصہ دار کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت شرکت سے علیحدہ ہو جائے۔ لیکن شرکاء کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ مالی سال کے اختتام یا سہ ماہی حسابات کے موقع پر ہی علیحدگی اختیار کرے۔ علیحدہ ہونے والے شریک کے علاوہ باقی تمام شرکاء کی شرکت باقی رہتی ہے۔

۷۔ کسی حصہ دار کی جانب سے علیحدگی کا نوٹس ملنے پر اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ مشترکہ کاروبار کے حسابات مکمل کر کے اس شریک کا سرمایہ بمع اس کے حصے کے نفع یا نقصان کے واپس کر دیا جائے۔

۸۔ کسی حصہ دار کی موت سے اس کی شرکت ختم ہو جاتی ہے اور مذکورہ بالا طریقے کے مطابق حسابات مکمل کر کے اس کا سرمایہ مع نفع یا نقصان اس کے شرعی ورثاء یا ان افراد کو واپس کر دیا جاتا ہے جن کے حق میں اس نے وصیت کی ہو۔[۴]

بینک کے فرائض

بینک کے فرائض میں سب سے اہم کام قرضوں کی تشکیل اور قرضوں کی فراہمی ہے جیسے(Credit Creation) کہتے ہیں۔ قرضے وجود میں لانا اور ان کی فراہمی کرنا بینکوں کیلئے سب سے بڑے فریضے کی حیثیت رکھتا ہے۔ بینک کئی طرح کے قرضے فراہم کرتا ہے جن میں پیداواری، تجارتی اور ذاتی اخراجات کے لئے صرفی قرضے بھی ہوتے ہیں۔ قرضوں کی فراہمی میں بینک کبھی طویل المیاد اور کبھی قلیل المیعاد قرض دیتا ہے جو عموماً تین ماہ یا چھ ماہ تک کے لئے ہوتے ہیں۔ بینک سے لوگ تین طرح کے قرضے لیتے

ہیں جنہیں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اپنی کتاب ''اسلام اور جدید معیشت و تجارت'' میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

ا۔ اضافی اخراجات کی ادائیگی (Over Head Expenses)

بینک لوگوں کو ان کی روزمرہ کے تجارتی ضروریات و اضافی اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض فراہم کرتا ہے۔ جس میں تنخواہوں یا بلوں کی ادائیگی کے لئے قرض لیا جاتا ہے۔

۲۔ تجارتی سامان یا خام مال کی خریداری (Working Capital)

بینک لوگوں کو ان کے کاروبار چلانے اور ان کے رواں اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض فراہم کرتا ہے جس میں سامان تجارت یا خام مال وغیرہ خریدنے کے لئے قرض لیا جاتا ہے۔

۳۔ بڑے منصوبوں کی مالی امداد (Project Financing)

بینک بڑے بڑے منصوبوں کی مالی امداد کرنے کے لئے قرض فراہم کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ بینک سے بڑے پیمانے پر قرض لیا کرتے ہیں۔[۵]

بینک اور قرضوں کا اجراء

بینکوں کے فرائض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرضوں کی فراہمی بینکوں کا بنیادی فریضہ ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی شخص جا کر بینک سے باآسانی قرض وصول کر سکتا ہے۔ بلکہ بینکوں کو بھی قرض جاری کرنے کے لئے کچھ طریق کار اور اختیارات ہوتے ہیں جن کی روشنی میں بینک عمل درآمد کرتے ہوئے قرضوں کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ وہ طریق کار اور اختیارات ذیل میں بیان کیے جارہے ہیں:

ا۔ قرضوں کی فراہمی میں بینکوں کا طریق کار

قرضوں کی فراہمی میں بینکوں کا طریق کار یہ ہے کہ قرض دینے سے پہلے بینک اس شخص کا جائزہ لیتا ہے جو قرض لینا چاہتا ہے۔ اس جائزہ میں اس بات کی تصدیق و تحقیق کی جاتی ہے کہ جو شخص قرض لینے آیا ہے کیا وہ مقررہ مدت پر قرض واپس کر پائے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو بینک اُسے قرض دینے سے انکار کر دیتا ہے اور اگر اس کی اہلیت رکھتا ہو گا تو قرض فراہم کرنے کے لئے رضامند ہو جائے گا۔ اس حوالے سے مفتی تقی عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> ''بینکوں کے قرض دینے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے بینک یہ جائزہ لیتا ہے کہ جو شخص قرض لینا چاہتا ہے، وہ مدت مقررہ پر قرض واپس بھی کر دے گا یا نہیں؟ جائزہ لینے کے بعد بینک ایک حد مقرر کر دیتا ہے کہ اتنی مدت میں ہم اتنا قرض دینے کے لئے تیار ہیں، جو حسب ضرورت وقتاً فوقتاً لیا جا سکے گا۔ اس تحدید کے بعد اس شخص کے لئے بینک میں اکاؤنٹ کھول دیا جاتا ہے۔ اس اکاؤنٹ سے جب چاہے اور جتنا چاہے قرض لے سکتا ہے۔ اس اکاؤنٹ کھولنے پر بہت خفیف شرح

سے بینک سود بھی لیتا ہے مثلاً(1%یا.5%)اور جب وہ قرض لے لیتا ہے تو اب باقاعدہ شرح سے سود لیا جاتا ہے۔اس مدت کے دوران عموماً یوں ہوتا ہے کہ ایک رقم بینک سے لے کر اس میں سے جو بچ جائے وہ دوبارہ بینک میں واپس کر دی جاتی ہے۔اس طرح رقم لینے اور واپس کرنے کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔مدت کے اختتام پر بینک حساب کرتا ہے کہ کتنی رقم کتنے دن اس کے پاس رہی۔اس حساب کے مطابق اس سے سود لیا جاتا ہے۔''[۶]

۲۔ قرضوں کی فراہمی میں بینکوں کے اختیارات

بینکوں کو قرض جاری کرنے سے مراد ہر گز یہ نہیں کہ بینکوں کو اپنی مرضی سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہیں، جب چاہیں اور جتنی مقدار میں چاہیں قرض فراہم کر دیں۔بلکہ ہر بینک قرضوں کی فراہمی میں مرکزی بینک کی طرف سے پیش کردہ ہدایات کا پابند ہوتا ہے اور وہ انہی ہدایات پر عمل درآمد کرتے ہوئے قرضوں کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔مرکزی بینک کی طرف سے قرضوں کی فراہمی میں حد مقرر کرنے میں کئی عوامل کا دخل ہوتا ہے۔کیونکہ کبھی کسی خاص شعبے میں زیادہ تمویل کی ضرورت ہوتی ہے تو مرکزی بینک بینکوں کا رخ ادھر کر دیتا ہے اور کبھی افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لئے حد مقرر کی جاتی ہے۔بہر کیف مرکزی بینک کی ہدایات کے مطابق ہی بینک قرضوں کی فراہمی درج ذیل حصوں کے مطابق کرتے ہیں:

۱۔ بینک اپنی تمام امانتوں کا چالیس فیصد حصہ مرکزی بینک کے پاس رکھواتا ہے۔

۲۔ پانچ فیصد بینک اپنے پاس نقد کی شکل میں رکھتا ہے۔

۳۔ تیس فیصد تک پرائیوٹ سیکٹرز کو قرض فراہم کر سکتا ہے۔

۴۔ باقی پچیس فیصد سرکاری اداروں کو قرضہ فراہم کرتا ہے۔[۷]

مختصر کلام یہ کہ بینک کا کام صرف سرمایہ جمع کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ بینک اپنے اختیارات میں رہتے ہوئے سرمایہ فراہم بھی کرتا ہے۔نیز بینک ان لوگوں یا اداروں کی اچھی طرح تحقیق و تصدیق بھی کرتا ہے جس کو قرض کی ضرورت ہوتی ہے۔

بینک کے وظائف

بینکوں کے وظائف جو وہ انجام دیتے ہیں یوں تو بے شمار ہیں لیکن ان کو سمجھنے کی خاطر ہم ان کو مختلف عنوانات میں تقسیم کر سکتے ہیں جن کی مدد سے بینکوں کے وظائف کو باآسانی سمجھا جا سکتا ہے وہ وظائف درج ذیل ہیں:

۱۔ مشاورتی خدمات

بینک میں مختلف قسم کے ماہرین کام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مختلف بینکوں کے پاس مختلف قسم کی مہارتیں موجود ہوتی ہیں یعنی کوئی بینک درآمد و برآمد کے معاملات میں مہارت رکھتا ہے تو کوئی کار فنانسنگ میں اور کوئی ہوم فنانسنگ میں۔یہی وجہ ہے کہ مختلف قسم کے لوگ اپنی ضرورت کے مطابق ان سے مشورے حاصل کر کے بڑی بڑی سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

۲۔ سرمایہ کاری میں معاونت

بینک سرمایہ کاری یامالی معاملات کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ کونسی سرمایہ کاری میں فائدہ کے امکانات زیادہ پائے جاتے ہیں جبکہ کونسی سرمایہ کاری میں نقصان کا احتمال زیادہ موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ لوگ بینک سے سرمایہ کاری یامالی معاملات میں مفید مشورے اور تعاون حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ نقدرقوم کی حفاظت

لوگ اپنی رقوم کو حسب ضرورت وعادت جمع تو کرتے ہیں لیکن حالت کے پیش نظر نقدرقوم کی حفاظت گھروں،دفتروں، دوکانوں یاکارخانوں میں کرنا مشکل کام ہے۔اس لئے ہر شخص اپنی نقدرقم جو ضرورت سے زائد ہوتی ہے بینک میں رکھنا زیادہ محفوظ سمجھتا ہے۔

۴۔ قرضوں کی فراہمی

بینک لوگوں کی رقوم کی حفاظت کے ساتھ ان رقوم سے صحیح فائدہ اٹھانا سکھاتا ہے کہ کس طرح وہ اپنی محفوظ رقوم کو پیداواری یاسرمایہ کاری کے کاموں میں استعمال کر کے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اس طرح بینک مختلف لوگوں کو قرض فراہم کرکے محفوظ رقوم سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

۵۔ براہ راست سرمایہ کاری

مختلف بینکوں کے پاس مختلف قسم کی مہارتیں موجود ہوتی ہیں اس لئے بہت سے بینک مختلف کاموں میں براہ راست سرمایہ کاری کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔

۶۔ امانت خانوں کی فراہمی

بینکوں کے پاس لوہے سے بنے محفوظ صندوق(Lockers)ہوتے ہیں۔بینک سے ان صندوق کو کرائے پر حاصل کیا جاتا ہے۔ان صندوقوں میں صارفین اپنی قیمتی دستاویزات،زیورات یادیگر قیمتی اشیاء محفوظ رکھتے ہیں۔

۷۔ کاروبار میں معاونت

بینک کو معلوم ہوتا ہے کہ کب،کہاں اور کیسے کس قسم کی سرمایہ کاری کرنی ہے،کونسا کاروبار نفع بخش اور کونسا نقصان دے ہے۔اس لئے بینک لوگوں کو مختلف کاروبار میں مفید مشورے،مدد اور تعاون فراہم کرتا ہے۔

۸۔ جائیداد کا نظم ونسق

بعض بینک بحیثیت وکیل بن کر لوگوں کی جائیداد کا نظم ونسق سنبھال لیتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر کسی کی جائیداد،صنعت یا کوئی تجارت غیر ملک میں ہے اور وہ اس کی نگرانی نہیں کر پارہا تو بینک اس کی مدد کرکے اس کی جائیداد،صنعت یا تجارت کی ذمہ داری

سنبھال لیتا ہے اور اس کام کی وہ اجرت وصول کرتا ہے۔

۹۔ رقوم کی منتقلی

بینک رقوم کی منتقلی بھی کرتے ہیں۔ مثلاً اندرون ملک ہو یا بیرون ملک بغیر کسی تاخیر یا نقصان کے بینک کے ذریعے باآسانی رقوم کی منتقلی کی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ واجبات کی وصولی

بینک واجبات کی وصولی بھی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کی جائیداد کسی اور ملک یا شہر میں ہے اور اس کا کرایہ وصول کرنا ہے تو بینک یہ ذمہ داری قبول کرے گا اور ہر مہینے کرایہ وصول کر کے حساب میں جمع کرتا رہے گا اور اس خدمت کی اجرت وصول کرے گا۔

۱۱۔ ایل سی کھولنا

بینک ایل سی بھی کھولتا ہے جس کی مدد سے وہ لوگ جو درآمد برآمد کا کاروبار کرتے ہیں بیرون ملک رقم کی ادائیگی باآسانی کر سکتے ہیں۔

۱۲۔ گارنٹی دینا

بینک گارنٹی دینے کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔ بینک گارنٹی ہر اس شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو درآمد یا برآمد کا کاروبار کرتا ہے۔ بینک گارنٹی کی بنیاد پر دونوں فریقین کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ دوسرے فریق کی مالی حیثیت کیا ہے اور وہ اتنے بڑے کاروبار کا اہل بھی ہے یا نہیں۔

۱۳۔ کریڈٹ کارڈ کا اجراء

بینک کریڈٹ کارڈ کا اجراء بھی کرتے ہیں۔ کریڈٹ کارڈ سے مراد بینک کی طرف سے ایک اجازت نامہ ہے۔ جس کی مدد سے جب چاہیں، جس جگہ چاہیں اور جتنی رقم چاہیں بینک سے ادھار لے سکتے ہیں۔[۸]

یہ وہ چند فرائض و وظائف ہیں جن کا شمار بینک کی سرگرمیوں میں ہوتا ہے۔ بینک اس کے علاوہ بھی بے شمار کام سرانجام دیتے ہیں۔ دورِ جدید میں بینکوں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے انھیں مختلف اقسام میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد ہر بینک کو مخصوص فرائضِ منصبی سے منسلک کرنا ہے۔

بینکوں کی اقسام

بینکوں کے فرائض و وظائف کے اعتبار سے بینکوں کی کئی قسم کی اقسام ہیں، جن میں بعض بینک خاص شعبوں جبکہ بعض بینک عمومی شعبوں میں تمویل کرتے ہیں۔ بہر حال ذیل میں بینکوں کی اقسام کا اختصار کے ساتھ تعارف پیش کیا جارہا ہے:

۱۔ زرعی بینک (Agricultural Bank)

یہ بینک شعبہ زراعت میں آسان شرائط پر سستے قرض فراہم کرتا ہے اور زراعت کی ترقی وفروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان میں اس مقصد کے لئے زرعی ترقیاتی بینک اور زرعی ترقیاتی کارپوریشن قائم ہے۔

۲۔ صنعتی بینک (Industrial Bank)

یہ بینک صنعت میں ترقی کی غرض سے درمیانے اور طویل عرصے کے لئے حوصلہ افزا شرائط پر قرضے فراہم کرتا ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی وکامیابی اسی بینک کے مرہون منت ہوتی ہے۔[۹]

۳۔ ترقیاتی بینک (Development Bank)

یہ بینک کسی بھی شعبہ میں ترقیاتی کاموں کے لئے قرضے دیتا ہے۔

۴۔ امدادی بینک (Co-operative Bank)

یہ بینک باہمی امداد کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، جو لوگ اس بینک کے ممبر ہوتے ہیں انہی کو قرض دیا جاتا ہے اور انہی کے کھاتے یہاں کھولے جاتے ہیں۔

۵۔ سرمایہ کاری بینک (Investment Bank)

سرمایہ کاری بینک میں ڈپازٹ متعینہ مدت کے لئے ہوتے ہیں۔ اس بینک میں عام کرنٹ یا سیونگ اکاؤنٹ نہیں ہوتے، صرف فکسڈ ڈپازٹ(Fixed Deposit)ہوتے ہیں اور قرضے بھی محدود مدت تک کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔

۶۔ تجارتی یا کمرشل بینک (Commercial Bank)

یہ بینک کسی خاص شعبہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتے۔ اندرونی اور بیرونی تجارت کو مالیات فراہم کرتے ہیں۔ عمومی تمویل کا کام کرتے ہیں اور کسی شعبہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتے۔[۱۰]

۷۔ اسلامک بینک (Islamic Bank)

یہ بینک بھی تجارتی یا کمرشل بینک کی طرح ہوتے ہیں لیکن اس میں سُود کا عنصر نہیں پایا جاتا۔ اسلامی بینکاری نظام کے قائم کردہ اہل علم حضرات، علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین اس نظام کی جو تعریف بیان کرتے ہیں اُس کے مطابق اسلامی بینکوں کا صرف سود سے پاک ہونا ہی کافی نہیں بلکہ تمام اُمور میں شریعت محمدیؐ کی پیروی کرنا لازم وملزم ہے۔ اسی لئے یہ حضرات اسلامی بینکوں کی انتظامیہ اور اس میں متعین کردہ شرعی ایڈوائزروں کے کاندھوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد کرتے ہیں کہ وہ اپنے اداروں کے ماحول اور اس میں کام کرنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت بھی اسلامی اصولوں کے مطابق کریں۔ بہر حال علماء کرام اور معاشیاتِ اسلامی کے ماہرین اسلامی بینکاری نظام کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

جامع فیروز اللغات اردو میں اسلامی بینکاری نظام کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

''اسلامی بنکاری یا اسلامی بینکاری ایک ایسا نظام ہے جس میں تمام اُمور شریعتِ اسلامی کے مطابق انجام پزیر ہوں اور اسلامی معیشت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کیا گیا ہو۔ اسلامی بنکاری نظام میں بنک میں امانت رکھنے یا قرض لینے کی صورت میں جو منافع کا لین دین ہوتا ہے اسے ربا اور سود سمجھا جاتا ہے، معاشی سرگرمی کا اکثر حصہ مشارکت اور مضاربت کے اصول کے تحت انجام پاتا ہے، اور مرابحہ کو بدرجہ مجبوری اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے اکثر اسلامی بنکوں میں مرابحہ کا نظام زیادہ رائج ہوا ہے۔''[۱۱]

ڈاکٹر عبدالرزاق رحیم جدی اسلامی بینک کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

المصرف الاسلامی ھو: مؤسۃ مالیۃ مصرفیۃ تزاول اعمالھا وفق احکام الشریعۃ الا سلامیۃ۔[۱۲]

''اسلامی بینک سے مراد بینکنگ سے متعلق ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو اپنے معاملات شرعی احکام کے مطابق انجام دے۔''

ماہرِ معاشیات ڈاکٹر عبدالرحمن یسری اسلامی بینک کی تعریف بیان کرتے ہیں:

''اسلامی بینک سے مراد بینکاری کا وہ ادارہ ہے جو اپنے تمام معاملات میں، سرمایہ کاری کی تمام سرگرمیوں میں، اپنے انتظامی امور میں اسلامی شریعت کے احکام کا مکمل التزام کرے، شریعت کے مقاصد کی تکمیل کو اپنا ہدف سمجھے اور ایک مسلم معاشرے کی مالی اور مصرفی ضروریات کا اندرون ملک اور بیرون ملک اہتمام کرے۔''[۱۳]

ڈاکٹر رفیق یونس مصری اسلامی بینکاری پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بینک فقط حرام امور کے عدم ارتکاب سے مکمل اسلامی نہیں بن جاتا بلکہ اس کے مکمل اسلامی بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے معاملات اپنی شرائط، ارکان اور اختیارات کے لحاظ سے بھی شریعت کے احکام کے موافق ہوں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی بینک وہ نہیں ہے جو صرف سُود اور حرام اُمور سے اجتناب کرے بلکہ اسلامی بینک وہ ہے جو ممنوعہ اُمور کے ساتھ شرعی احکام کی بھی پابندی کرے۔''[۱۴]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اسلامی بینک کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''اسلامی بینک سے مراد وہ ادارہ ہے جو دورِ جدید کے جائز مالی اور مصرفی معاملات کو حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے انجام دیتا ہو۔ حلال و حرام کے قواعد کا پابند ہو۔ ناجائز و حرام تجارت مثلاً: ربا، غرر، قمار وغیرہ سے اجتناب کرتا ہو۔''[۱۵]

۸۔ بچتی بینک (Saving Bank)

یہ بینک کم آمدنی والے لوگوں میں بچت کی عادت پیدا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک خاص شرح سے بچت کرنے والوں کے روپے پر سود بھی ادا کرتے ہیں۔

۹۔ رہن یا گروی بینک (Mortgage Bank)

یہ بینک زمین، جائیداد یا زیور کو رہن رکھ کر قلیل اور طویل مدت کے لئے قرض دیتے ہیں۔

۱۰۔ مبادلہ بینک (Exchange Bank)

مبادلہ بینک غیر ملکی زر مبادلہ کا لین دین کرتے ہیں یعنی ایک ملک کی کرنسی لے کر دوسرے ملک کی کرنسی دیتے ہیں۔ بین الاقوامی ادائیگیوں میں سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ان بینکوں کے مالکان اور ان کا سارا عملہ غیر ملکی ہوتا ہے۔ بین الاقوامی تجارت کے مالی وسائل کو طے کرنا اور کرانا ان کا کام ہے۔ان بینکوں کی اہمیت موجودہ زمانے میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔[۱۶]

۱۱۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (International Monetary Fund)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ جسے مختصراً (IMF) کہتے ہیں۔ جو ۱۹۴۸ء کو قائم ہوا۔اس ادارہ کا صدر دفتر امریکہ (واشنگٹن) میں ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو معاشی ومالی خسارے سے نبٹنے اور معاشی ومالی فلاح کے لئے چند شرائط کے ساتھ تقریباً دنیا کے تمام ممالک کو قرض فراہم کرتا ہے جن میں زیادہ تر شمار غریب ممالک کا ہوتا ہے۔ان شرائط میں پیٹرول، شرح سود یا ایکسائز ڈیوٹی بڑھانے کی شرط عائد کی جاتی ہے۔اس ادارے کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ یہ ادارہ دنیا کے تمام ممالک کے مرکزی بینکوں کا مرکز ہے جو کسی بھی ملک کی مالی ومعاشی حالت کو مستحکم بنانے یا وقتی ادائیگی کرنے کے لئے قرضہ فراہم کرتا ہے۔

آئی ایم ایف کی مزید وضاحت مولانا مشتاق احمد کریمی اس طرح فرماتے ہیں:

> ”اس ادارہ میں ہر ملک کا ایک کوٹا ہوتا ہے جو اس ملک کی تجارت کا عالمی تجارت کے ساتھ تناسب دیکھ کر مقرر کیا جاتا ہے، مثلاً: عالمی تجارت ایک ارب ڈالر کی ہوئی اور کسی ملک کی تجارت پانچ کروڑ ڈالر کی ہے، تو اس ملک کو پانچ فیصد کوٹا ملے گا۔ ہر ملک اپنے کوٹے کا ۲۵ فیصد سونے میں اور ۷۵ فیصد اپنی ملکی کرنسی میں اس ادارے کے پاس جمع کراتا ہے۔اس طرح اس ادارے کے پاس کچھ سونا اور تمام ملکوں کی کرنسیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ ہر ملک کو آئی ایم ایف میں فنڈ جمع کرانے پر ادارہ سے قرض لینے کا حق ملتا ہے، جسے (Drawing Rights) کہتے ہیں۔ پھر (Drawing Rights) پر جو قرضہ ملتا ہے، اس کو کئی حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے، ہر حصہ کو (Tranche) کہتے ہیں۔ پہلی ٹرانچ اس قرضہ کا ۲۵ فیصد ہوتا ہے جو بلا کسی شرط کے ملتا ہے اور سود بھی کم ہوتا ہے۔اس کے بعد والی ٹرانچوں میں شرائط اور پابندیاں بھی زیادہ اور اسی تناسب سے سود بھی بڑھتا جاتا ہے۔“[۱۷]

۱۲۔ عالمی بینک (World Bank)

عالمی بینک جسے پہلے (International Bank for Reconstruction and Development) کہا کرتے تھے مگر اب اس کا مختصر نام (World Bank) ہے۔ عالمی بینک کا مرکزی دفتر امریکہ (واشنگٹن کے ضلع کولمبیا) میں ہے۔ کوئی بھی

ملک عالمی بینک کا رکن بن سکتا ہے۔ عالمی بینک ملک سے غربت کے خاتمے یا معاشی ترقی کے لئے قرضے فراہم کرتا ہے۔ شروع میں اس ادارے نے بڑے بڑے منصوبوں کے لئے قرض فراہم کئے مگر اب یہ پالیسی ساز قرضے فراہم کرتا ہے۔ یعنی یہ مشورے دینے کے ساتھ شرط لگاتا ہے کہ اگر تم نے اپنے ملک کی پالیسی اس طرز پر بنائی تو اتنا قرض لیں گے اور اگر اس طرز کی بنائی تو اس سے بھی زیادہ قرض فراہم کریں گے۔

عالمی بینک اور آئی ایم ایف میں فرق صرف اتنا ہے کہ آئی ایم ایف جو قرض فراہم کرتا ہے وہ قلیل المیعاد ہوتے ہیں، جن کی مدت تین سے پانچ سال ہوتی ہے جبکہ عالمی بینک جو قرض فراہم کرتا ہے وہ طویل المعیاد ہوتے ہیں جن کی مدت پندرہ سے تیس سال تک ہوتی ہے۔[۱۸]

۱۳۔ مرکزی بینک (Central Bank / State Bank / Reserve Bank)

مرکزی بینک سے مراد ایک ایسا ادارہ ہے جو کسی بھی ملک کے معاشی و مالیاتی نظام کی منصوبہ بندی کر کے ملک کو مستحکم بناتا ہے۔ یہ ادارہ کسی بھی ملک کا انتہائی اہم ادارہ ہوتا ہے جو بااختیار سرکاری نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ملکی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے کام کرتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مرکزی بینک کسی بھی ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ملک میں موجود تمام بینکوں کا سربراہ و نگراں ہوتا ہے جو تمام بینکوں کے مفادات کے لئے پالیسیاں بناتا ہے۔ حکومت کے مختلف محکموں کے حسابات رکھنے کے ساتھ ساتھ مالی و معاشی امور میں بھی اہم مشورے دیتا ہے۔ سونا چاندی کے محفوظ ذخیرہ کے بعوض نوٹ جاری کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرکزی بینک کے اصول دوسرے تمام بینکوں کے اصولوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

مرکزی بینک کا مقصد منافع کمانا نہیں بلکہ ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے۔ دنیا کا ہر ملک اپنا مرکزی بینک رکھتا ہے جو مختلف ممالک میں مختلف ناموں سے موسوم ہوتا ہے مثلاً: پاکستان کا مرکزی بینک ''بینک دولتِ پاکستان'' کہلاتا ہے جبکہ انگلینڈ کا مرکزی بینک ''بینک آف انگلینڈ'' اور انڈیا کا مرکزی بینک ''ریزرو بینک آف انڈیا'' کہلاتا ہے۔ بہر کیف سرشار احمد خان مرکزی بینک کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

> ''مرکزی بینک ایک ایسا ادارہ ہے جو ہر ملک کے مالی استحکام کا محافظ ہوتا ہے۔ عام تجارتی بینک کا اولین مقصد تو منافع کمانا ہے۔ مگر مرکزی بینک کا نصب العین منافع کمانا نہیں بلکہ ملکی سلامتی کے لئے دیگر فرائض سرانجام دینا ہے۔ ڈی کاک (Decock) کی نظر میں مرکزی بینک کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ عوام کی بہتری اور ملک کی بہبود کے لئے کام کرے اور اس کے پیشِ نظر بنیادی طور پر منافع کمانا نہ ہو۔''[۱۹]

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب مرکزی بینک کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

> ''ملک کے نظام معیشت کو سہولت کے ساتھ چلانے کے لئے نظام بینکاری کی نگرانی اور رہنمائی نیز زر اور کاروبار سے

متعلق ریاستی پالیسیوں کے نفاذ کے لئے ایک مرکزی بینک ہو گا۔ یہ بینک ریاست کی نگرانی میں کام کرے گا اس کا مقصد نفع کمانا نہیں بلکہ مفاد عامہ کا تحفظ اور مصالح عامہ کی ترویج ہو گا، غیر سودی نظام معیشت میں بھی مرکزی بینک وہی معروف وظائف ادا کرے گا جو جدید نظام بینکاری میں ادا کرتا ہے۔''(۲۰)

اختتامیہ

یہ بات حقیقت ہے کہ بینک کا عمل دخل ہماری زندگیوں میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اب اس کے بغیر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا آسان نہیں۔ دورِ جدید میں کسی بھی ملک و قوم کی ترقی انہی اداروں پر منحصر ہوتی ہے۔ یہ ادارے دولت کو تقویت دینے کے ساتھ ناصرف قومی خزانہ بڑھاتے ہیں بلکہ لوگوں کو روزگار کے نئے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔

اگر یہ ادارے نہ ہوتے تو لوگ حسب ضرورت و عادت اپنی دولت کو استعمال تو کرتے لیکن اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لہٰذا مندرجہ بالا تمام اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ بینک ہماری زندگی میں کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہی وہ ادارے ہیں جو مالی، معاشی اور اقتصادی میدان میں دنیا کو ایک مقام پر اکھٹا کر کے معاشی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) چودھری غلام رسول چیمہ ،اسلام کا معاشی نظام، علم و عرفان پبلشرز،۲۰۰۷ء،لاہور، صفحہ نمبر:۲۹۳، ۲۹۲

(۲) مفتی محمد تقی عثمانی،اسلام اور جدید معیشت و تجارت، مکتبہ معارف القرآن،۲۰۰۷ء، کراچی، صفحہ نمبر:۵۶

(۳) ایضاً، صفحہ نمبر:۱۱۶،۱۱۵

(۴) ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، غیر سودی بنک کاری، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، فروری ۱۹۵۷ء، لاہور، صفحہ نمبر:۱۸، ۱۹

(۵) اسلام اور جدید معیشت و تجارت، محولہ بالا، صفحہ نمبر:۱۱۷

(۶) ایضاً، صفحہ نمبر:۱۱۸

(۷) ایضاً، صفحہ نمبر:۱۱۸،۱۱۷

(۸) ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، الفیصل ناشران و تاجران کتب،۲۰۱۰ء، لاہور، صفحہ نمبر:۳۶۶تا۳۶۸

(۹) اسلام کا معاشی نظام، محولہ بالا، صفحہ نمبر:۲۸۵

(۱۰) اسلام اور جدید معیشت و تجارت، محولہ بالا، صفحہ نمبر:۱۱۸، ۱۱۹

(۱۱) فیروزالدین الحاج مولوی، جامع فیروز اللغات اردو، فیروز سنز، س ن، کراچی، صفحہ:'' اسلامی بینکاری سے رجوع مکرر''

(۱۲) دکتور عبدالرزاق رحیم جدی، المصارف الاسلامیۃ بین النظریۃ والتطبیق، دار أسامۃ للنشر والتوزیع،۱۹۹۸ء، (اردن) عمان، صفحہ نمبر:۱۷۴

(۱۳) محاضرات معیشت و تجارت، محولہ بالا، صفحہ نمبر: ۳۷۴تا۳۷۵

(۱۴) حافظ ذوالفقار علی، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، ابوہریرہ اکیڈمی، س ن، لاہور، صفحہ نمبر: ۱۱۲

(۱۵) محاضرات معیشت و تجارت، محولہ بالا، صفحہ نمبر: ۳۷۴

(۱۶) ایس آر طرزی و خوشی محمد خان، معیشتِ پاکستان، علی بک ڈپو، اکتوبر ۱۹۶۸ء، کراچی، صفحہ نمبر: ۴۷۶، ۴۷۴

(۱۷) مولانا مشتاق احمد کریمی، بینک کا سود حلال ہے؟ شبہات - ازالہ، الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی، ۲۰۰۵ء، بہار (انڈیا)، صفحہ نمبر: ۵۸، ۵۹

(۱۸) ایضاً، صفحہ نمبر: ۵۹

(۱۹) سرشار احمد خان، عبدالرحمان فاتح، زری نظریہ و مالیاتی پالیسی، نیو بک پیلس، ۱۹۸۴ء، لاہور، صفحہ نمبر: ۲۲۸

(۲۰) غیر سودی بنک کاری، محولہ بالا، صفحہ نمبر: ۱۱۵